سلسلہ نمبر: ۸

تذکرہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
اور
گیارہویں کی رسم

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

سائٹ کراچی، پاکستان فون 021-32575229 • 021-32575228

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تذکرہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور گیارہویں کی رسم

اسلامی سال کا چوتھا مہینہ:

ماہ ربیع الثانی اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ہے اس مہینے میں کئی اہم واقعات پیش آئے۔

ان میں سے چند واقعات مختصراً درج ذیل ہیں۔

۱۔ نماز کی رکعات میں اضافہ ربیع الثانی کے مہینے میں ہوا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اس مہینے اسلام قبول کیا۔

۳۔ مہاجرینؓ و انصارؓ میں بھائی چارے کا عظیم الشان و تاریخی واقعہ اسی مہینے میں پیش آیا۔

۴۔ واقعہ یرموک اسی مہینے میں پیش آیا۔

۵۔ سریہ حضرت اسامہؓ اس مہینے میں پیش آیا۔

۶۔ حضرت امام مالکؒ کا انتقال اس مہینے میں ہوا۔

۷۔ حضرت امام قاضی ابو یوسفؒ کا انتقال اس مہینے میں ہوا۔

۸۔ پیران پیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا انتقال اس مہینے میں ہوا وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ اس مہینے میں ایک عظیم ہستی حضرت محبوب شیخ المشائخ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے انتقال کا واقعہ پیش آیا آپ مردہ دلوں کے مسیحا تھے لاکھوں لوگ آپ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے اور بے شمار لوگوں نے اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی کے چند اوراق کا مطالعہ کیا جائے تاکہ آپ کی وہ خدمات، جو مشعلِ راہ ہیں، ہمارے سامنے آسکیں۔

شیخ المشائخ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ

پیدائش وابتدائی تعلیم:

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ المشائخ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ ایران کے شمال مغرب میں واقع ایک صوبے گیلان میں سنہ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے، دسویں پشت میں آپ کا نسب سیدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا

ہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ اس وقت بغداد تشریف لائے جب امام غزالیؒ نے تلاشِ حق کے لیے بغداد کو خیر باد کہا تھا۔ آپ بغداد میں تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔ آپ نے ہر علم کو باکمال اساتذہ سے حاصل کیا اور اس میں پوری دسترس حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں ابوالوفاؒ ابن عقیلؒ، محمد بن الحسن الباقلانیؒ اور ابوزکریا تبریزیؒ جیسے نامور علماء اور بُلند ہستیاں شامل ہیں۔

طریقت کی تعلیم اپنے وقت کے بلند پایہ شیخ ابوالخیر حماد بن مسلم الدباسؒ سے حاصل کی، بغداد کے اکثر مشائخ اور صوفیہ انہی سے وابستہ تھے، مریدین کی تربیت میں شیخ ابوالخیرؒ اپنی مثال آپ تھے۔ طریقت کی تعلیم کی تکمیل قاضی ابو سعید مخرمیؒ سے کی اور انہی سے اجازت حاصل کی۔

اصلاحی کام اور لوگوں کا مرجع:

علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کی طرف متوجہ ہوئے، ایک ہی وقت میں درس بھی دیتے اور لوگوں کی اصلاح کا فریضہ بھی انجام دیا کرتے تھے۔ اپنے مشفق اُستاد قاضی ابو سعید مخرمیؒ کے مدرسہ میں تدریس اور وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا، لوگوں کے آپ کی طرف رجوع کا یہ عالم تھا کہ مدرسہ کی عمارت کی جگہ مجالس کے لیے چھوٹی پڑ گئی۔ گویا کہ بغداد آپ کے مواعظ سننے کے لئے ٹوٹ پڑا۔

اللہ رب العزت نے آپ کی شخصیت کو وہ وجاہت و قبولیت عطا فرمائی جو بڑے بڑے بادشاہوں کو نصیب نہیں۔ فقہ کے مشہور امام شیخ موفق الدین ابن قدامہ، صاحبِ ''مغنی'' کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر دین کی وجہ سے تعظیم ہوتے نہیں دیکھی۔ وقت کے بادشاہ اور وزراء بھی آپ کی مجالس میں انتہائی عقیدت کے ساتھ حاضر ہوتے اور عام لوگوں کی طرح ادب سے بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ علماء و فقہاء بھی آپ کی مجالس میں حاضری کو سعادت سمجھتے تھے۔

آپ کے اخلاق:

اس قدر عظیم شخصیت ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے غریبوں فقیروں سے محبت کرتے اور اُن کے پاس بیٹھتے لیکن اس کے برعکس کسی معزز اور ارکانِ سلطنت کی تعظیم ان کے جاہ و منصب کی وجہ سے نہیں کی، حتیٰ کہ خلیفہ بھی آپ کی مجالس میں باقاعدگی سے حاضری دیتا تھا لیکن جب بھی خلیفہ کے آنے کا وقت ہوتا آپ قصداً دولت خانے تشریف لے جاتے تاکہ خلیفہ فخر و مباہات کے حوالے سے کبھی کسی غلط فہمی کا شکار نہ رہے، نیز اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی وزیر یا بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے۔

آپ کے معاصرین میں سے جن لوگوں نے آپ سے ملاقات کی ہے وہ آپ

کے حسنِ اخلاق، بلند حوصلہ، تواضع، سخاوت اور اعلیٰ اوصاف کے گُن گاتے تھے۔

ایک حرادہ نامی بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے بڑی طویل عُمر پائی اور بہت سے بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہے، فرماتے ہیں: ''میری آنکھوں نے شیخ عبد القادر سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق، بلند حوصلہ، شریف، نرم دل، محبت اور تعلقات کا لحاظ رکھنے والا نہیں دیکھا، آپ اپنے اونچے مرتبے اور وسعتِ علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے، بڑے کی توقیر کرتے، سلام میں پہل کرتے، کمزوروں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے، غریبوں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے۔

ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد اور انہیں کھانا کھلانے کا آپ کو خاصا ذوق تھا۔ آپ کا حکم تھا کہ رات کو وسیع دستر خوان بچھے، خود مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، کمزوروں اور غریبوں کی ہم نشینی فرماتے طلبہ کے ساتھ بہت تحمل کا معاملہ فرماتے، ہر شخص یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ان کا مقرب، اور ان کے یہاں معزز نہیں، ساتھیوں میں سے جو غیر حاضر ہوتا، اس کا حال دریافت فرماتے، تعلقات کا بڑا پاس اور لحاظ فرماتے لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے در گزر کرتے، اگر کوئی کسی بات پر قسم کھالیتا تو اس کو مان لیتے

اور جو کچھ حقیقت حال جانتے تھے اس کا اخفاء فرماتے۔

(تاریخ دعوت و عزیمت)

آپ کی کرامت:

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ شیخ الاسلام عزالدینؒ بن سلامؒ اور امام ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ شیخ کی کرامات تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں (یعنی کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا) ان میں سے سب سے بڑی کرامت مردہ دِلوں کی مسیحائی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی رُوحانی زندگی عطا فرمائی، اور عالم اسلام میں ایمان و روحانیت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ شیخ عمر کیسائیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس ہیں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں، راہزن، قاتل اور جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں اور غلط عقائد والے اپنے غلط عقائد سے توبہ تائب نہ ہوتے ہوں۔

تعلیمی مشاغل و خدمات:

ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہونے اور لوگوں کی اصلاح و تربیت میں ہمہ تن مشغول ہونے کے باوجود آپ درس و تدریس، افتائ، عقائد کی اصلاح اور مذہب اہل سنت کی نصرت و حمایت سے غافل نہ تھے۔ عقائد و اصول میں امام

احمد ابن حنبلؒ اور محدثین کے مسلک پر تھے، اہل سنت کے مذہب اور سلف صالحین کے مسلک کو آپ سے بڑی تقویت پہنچی، آپ کی اصلاحی کوششوں کی بدولت اعتقادی و عملی بدعات کا بازار سرد ہوگیا، متبعین سنت کی شان آپ کی وجہ سے بڑھ گئی اور اُن کا پلڑا بھاری ہوگیا۔

مدرسہ میں ایک سبق تفسیر کا، ایک حدیث کا، ایک فقہ کا اور ایک اختلافِ ائمہ اور اُن کے دلائل کا پڑھاتے تھے، صبح وشام تفسیر، حدیث، فقہ، مذاہب ائمہ، اصول فقہ اور نحو کے اسباق ہوتے، ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم ہوتی، اس کے علاوہ افتاء کی بھی مشغولیت تھی، بالعموم مذہب شافعی اور مذہب حنبلی کے مطابق فتویٰ دیتے۔

استقامتِ دین:

حضرت شیخ استقامت کا پہاڑ تھے، کامل اتباع، راسخ علم اور غیبی تائید نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ حق و باطل اور نور و ظلمت کی پہچان میں آپ کو پورا امتیاز حاصل ہوگیا تھا، آپ پر یہ حقیقت پوری طرح کھل گئی تھی کہ شریعت محمدی اور حرام و حلال میں قیامتتک کے لیے تغیر و تبدل کا امکان نہیں جو اس کے خلاف دعویٰ کرے وہ شیطان ہے، ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ ایک بڑی عظیم الشان روشنی ظاہر ہوئی، جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے، اس سے ایک صورت ظاہر ہوئی، اس نے مجھ سے خطاب کر کے کہا کہ اے

عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہارے لیے سب حرام چیزیں حلال کردی ہیں، میں نے کہا دُور ہو مردود! یہ کہتے ہی وہ روشنی اندھیرے سے بدل گئی، اور پھر وہ صورت دُھواں بن گئی، اور ایک آواز آئی کہ عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم و تفقہ کی وجہ سے بچالیا ورنہ اس طرح میں ستر صوفیوں کو گمراہ کرچکا ہوں، میں نے کہا کہ اللہ کی مہربانی ہے کسی نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کیسے سمجھے کہ یہ شیطان ہے، فرمایا اس کے کہنے سے کہ میں نے حرام چیزوں کو تمہارے لیے حلال کردیا۔

حضرت شیخ کا زمانہ اور اِرد گرد کا ماحول:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بغداد میں ۷۳ سال کا عرصہ گذارا، یہ وہ زمانہ تھا جب بغداد پر عباسی خلفاء کی حکمرانی قائم تھی۔ جس وقت آپ بغداد تشریف لائے اس وقت خلیفہ مستظہر باللہ ابوالعباس کا عہد تھا، عباسی خلفاء میں سے پانچ آپ کی نظروں کے سامنے یکے بعد دیگرے مسند خلافت پر بیٹھے۔

حضرت شیخؒ کا یہ زمانہ بہت سے اہم تاریخی واقعات سے لبریز ہے۔ سلجوقی سلاطین اور عباسی خلفاء کی باہمی کشمکش اس زمانے میں اپنے عروج پر تھی، خلیفہ اور سلطان کے لشکروں میں باقاعدہ معرکہ آرائی ہوتی اور مسلمان ایک دوسرے کا بے دریغ خون بہاتے۔ یہ المناک اور خون ریز واقعات حضرت

شیخ کی نگاہوں میں تھے، آپ نے مسلمانوں کے مابین باہمی افتراق اور خانہ جنگی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، نیز آپ نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ سب خرابیاں دنیا کی محبت کی خاطر اور ملک و سلطنت کے حصول کے لیے ہیں۔

ان حالات میں آپ نے انتہائی دلسوزی کے ساتھ وعظ و ارشاد، دعوت و تربیت، لوگوں کی اصلاح اور تزکیۂ قلوب کا کام پوری ہمت اور طاقت سے شروع کیا اور لوگوں کو دین کی اصل تعلیمات کی طرف متوجہ کرنا شروع کیا، آپ نے نفاق اور دنیا سے محبت کی تحقیر و تذلیل، ایمانی شعور کے احیائ، عقیدہ آخرت کییاد دہانی اور اس دنیائے فانی کی بے ثباتی کے مقابلہ میں ہمیشہ کی زندگی کی اہمیت، اخلاق کی درستگی، توحید خالص اور اخلاق کامل کی دعوت پر سارا زور صرف کیا۔

مواعظ اور خطبات:

حضرت شیخ کے مواعظ انتہائی پر اثر ہوتے تھے۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مضامین اور مختلف مجالس میں آپ کے مواعظ آج بھی دلوں کو روشن کرتے ہیں۔ آپ کے کلام میں جو تاثیر موجود تھی ایک طویل مدت گذر جانے کے بعد اب بھی ان میں وہی تازگی اور زندگی محسوس کی جاسکتی ہے۔

آپ کے وعظ اور مضامین سامعین اور مخاطبین کے حالات و ضروریات

کے موافق ہوتے تھے۔ عام طور پر لوگ جن روحانی بیماریوں میں مبتلا اور جن غلط عقائد میں گرفتار ہوتے تھے آپ کے مواعظ میں ان کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کے لوگ آپ سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور آپ کے ارشادت میں اپنے زخموں کا مرہم، اپنے مرض کی دوا اور اپنے سوالات و شبہات کے جوابات پاتے تھے۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ دل سے نکلتا اور دل پر اثر کرتا تھا۔آپ کے کلام میں بیک وقت شوکت و عظمت بھی ہے اور دل آویزی و حلاوت بھی۔

توحید کا بیان:

حضرت شیخ کے زمانے میں مسلمانوں کے عقائد میں بگاڑ پیدا ہو گیا تھا، لوگوں نے معبود حقیقی کے بجائے مختلف انسانوں اور ہستیوں کو نفع و ضرر کا مالک سمجھ لیا تھا، اسباب پر نظر رکھنے کی وجہ سے رب حقیقی سے نگاہ ہٹ گئی تھی، ایسی فضا میں آپ نے لوگوں کو توحید خالص کی طرف دعوت دی اور انہیں باور کرایا کہ قضاء و قدر کا مالک اللہ رب العزّت ہے، چنانچہ ایک مجلس میں توحید واخلاق اور اللہ کے سواء سے انقطاع کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

اس پر نظر رکھو جو تم پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے سامنے رہو جو تمہارے سامنے رہتا ہے، اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے، اس کی بات مانو جو

تم کو بُلاتا ہے، اپنا ہاتھ اسے دو جو تم کو گرنے سے سنبھال لے گا، اور تم کو جہل کی تاریکیوں سے نکال لے گا اور ہلاکتوں سے بچالے گا، نجاستیں دھوکر میل کچیل سے پاک کرے گا، تم کو تمہاری پست ہمتی، بدکار نفس اور گمراہ کن رفیقوں سے نجات دے گا۔

ایک دوسری مجلس میں اسی توحید کے مضمون کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

ساری مخلوق عاجز ہے، نہ کوئی تم کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، بس حق تعالی اس کو ان کے ہاتھوں کرادیتا ہے، اسی کا فعل تیرے اندر اور مخلوق کے اندر تصرف فرماتا ہے، جو کچھ تیرے لیے مفید ہے یا مضر ہے اس کے متعلق اللہ کے علم میں قلم چل چکا ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا، جو موٗحد اور نیکو کار ہیں، وہ باقی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں بہادر وہی ہے جس نے اپنے قلب کو ماسوائے اللہ سے پاک بنایا اور قلب کے دروازہ پر توحید کی تلوار اور شریعت کی شمشیر لے کر کھڑا ہو گیا کہ مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس میں داخل نہیں ہونے دیتا اور اپنے قلب کو مقلّب القلوب سے وابستہ کرتا ہے، شریعت اس کے ظاہر کو تہذیب سکھاتی ہے اور توحید و معرفت باطن کو مہذب بناتی ہیں۔

دنیا کی صحیح حیثیت:

حضرت شیخ کے یہاں رہبانیت (ترک دینا) کی تعلیم نہیں وہ دُنیا کے

استعمال اور اس سے بقدر ضرورت انتفاع سے منع نہیں فرماتے بلکہ اس کی پرستش و غلامی اور اس سے قلبی تعلق اور عشق سے منع فرماتے ہیں، ان کے مواعظ درحقیقت اس حدیث نبوی کی تفسیر ہیں: اِنّ الدُّنیا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ (شعب الایمان) (بے شک دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گیے)۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے:

دنیا ہاتھ میں رکھنی جائز، جیب میں رکھنی جائز، کسی اچھی نیت سے اس کو جمع کرنا جائز، باقی دِل میں رکھنا جائز نہیں (یعنی دنیا سے محبت کرنا جائز نہیں)۔

خلفاء اور ارباب حکومت پر تنقید:

حضرت شیخ کا اصلاحی طریقہ صرف مواعظ، نصیحت اور ترغیب تک محدود نہیں تھا بلکہ جہاں ضرورت سمجھتے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے، آپ ارباب حکومت اور امراء کے غلط افعال اور فیصلوں پر چُپ نہ رہتے بلکہ برملا اُن کے ناجائز فیصلوں پر تنقید کرتے، اس بارے میں آپ کسی کی وجاہت اور اثر و رسوخ کی بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے حافظ عماد الدین ابن

کثیرؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

آپ خلفائ، وزرائ، سلاطین، قضاۃ، خواص و عوام سب کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرماتے اور بڑی صفائی اور جرأت کے ساتھ ان کو بھرے مجمع میں اور برسر منبر علی الاعلان ٹوک دیتے، اور ان لوگوں پر تنقید کرتے جو ظالم لوگوں کو حاکم بناتے، اور خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی قطعاً کچھ پرواہ نہ کرتے۔

"قلائد الجواہر" کے مصنف نے آپ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جب خلیفہ مقتضی لامر اللہ نے اپنے عہد میں قاضی ابوالوفاء یحییٰ بن سعید کو قاضی بنایا جو ابن المرجم الظالم کے لقب سے مشہور تھا تو آپ نے برسر منبر علی الاعلان خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَلَّيْتَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَظْلَمَ الظَّالِمِيْنَ مَاجَوَابُكَ غَدًا عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

(یعنی تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ظالموں میں سب سے زیادہ ظلم کرنے والا ہے کل قیامت کے دن تم اس رب العالمین کو جو ارحم الراحمین ہے، کیا جواب دو گے؟) خلیفہ یہ سُن کر خوف سے لرز گیا اور اس

پر گریہ طاری ہوگیا، اور اس نے اسی وقت قاضی کو اس عہدہ سے ہٹادیا۔

بیعت و تربیت:

آپ کے موثر مواعظ سے اہل بغداد کو عظیم الشان روحانی اور اخلاقی فائدہ پہنچا اور ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی پیدا ہوگئی لیکن مستقل تربیت کے لیے مسلسل اصلاحی کوششوں کی ضرورت تھی۔ اس چیز کی شدید ضرورت تھی کہ مسلمانوں ہیں یہ فکر پیدا کی جائے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں، دینی ذمہ داریوں کو احساسِ ذمّہ داری کے ساتھ قبول کریں، ان کے افسردہ دلوں میں پھر محبت کی گرمی پیدا ہو اور ان کو کسی مخلص پیشوا اور خداشناس پر اعتماد ہو تاکہ وہ اپنے روحانی امراض اور نفسانی خواہشات کا علاج اور دین میں صحیح روشنی و رہنمائی حاصل کریں۔ اربابِ خلافت اپنے فرائض سے غافل ہوچکے تھے، دین سے دوری کی وجہ سے وہ اس قدر متنفّر ہوگئے تھے کہ کسی نئی اصلاحی تنظیم یا نئی دعوت کو جس میں قیادت اور سیاست ساتھ ساتھ ہو، برداشت نہیں کرسکتے تھے اور اس کو فوراً کچل دیتے تھے۔

ان حالات میں مسلمانوں میں دینی زندگی، نیا نظم و ضبط اور نئے سرے سے حرکت و عمل پیدا کرنے کے لیے صرف ایک صورت تھی کہ خدا کا کوئی مخلص بندہ آنحضرت ا کے طریقہ پر ایمان و عمل اور اتباع شریعت کے لیے بیعت لے

اور مسلمان اس کے ہاتھ پر اپنی سابقہ غفلت و جاہلیت کیزندگی سے توبہ اور ایمان کی تجدید کریں اور پھر پیغمبر کا وہ نائب ان کی دینی نگرانی اور تربیت کرلے۔ اپنی استقامت اور اپنے شعلۂ محبت سے خلوص و للّٰہیت، جذبہ اتباع سنت اور شوق آخرت پیدا کرلے، مریدین کو اس نئے تعلق سے محسوس ہو کہ انہوں نے ایک زندگی سے توبہ کی ہے اور ایک نئی زندگی میں قدم رکھا ہے، اور کسی اللہ کے نیک بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے، مرشد بھییہ سمجھے کہ ان بیعت کرنے والوں کی اصلاح و تربیت اور ان کی دینی خدمت اللہ تعالیٰ نے میرے سُپرد کی ہے، پھر اپنے تجربہ و اجتہاد اور کتاب و سنت کے اصول و تعلیمات کے مطابق ان میں صحیح روحانیت و تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ یہی حقیقت ہے بیعت و تربیت کی، جس سے دین کے مخلص داعیوں نے اپنے اپنے وقت میں احیاء و تجدید دین اور اصلاح مسلمین کا کام لیا ہے، اور لاکھوں بندگان خدا کو ”حقیقت ایمان اور درجہ احسان“ تک پہنچادیا ہے۔ اس سلسلہ زرین کے بانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہیں جن کا نام اور کام اس ”طب نبوی“ کی تاریخ میں سب سے زیادہ روشن و نمایاں ہے، الفاظ و اصطلاحات اور علمی بحثوں سے الگ ہو کر اگر واقعات و حقائق پر نظر رکھی جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس دورِ انتشار میں (جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے) اصلاح و تربیت کا اس

سے زیادہ سہل و عموی اور اس سے زیادہ موئثر و کارگر ذریعہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ سے پہلے بھی دین کے داعیوں نے اس طریقہ پر دین کی طرف لوگوں کو بلایا ہے اور ان کی تاریخ محفوظ ہے، لیکن حضرت شیخ نے اپنی محبوب شخصیت، خدا داد روحانی کمالات اور ملکۂ اجتہاد سے اس طریقہ کو نئی زندگی بخشی، وہ نہ صرف اس سلسلہ کے ایک نامور امام اور مشہور سلسلہ (قادریہ) کے بانی ہیں، بلکہ اس فن کی نئے سرے سے تدوین و ترتیب کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ اس سے پہلے نہ تو وہ اتنا مدوّن تھا اور نہ اس میں اتنی وسعت تھی جتنی آپ کی مقبولیت اور عظمت کی وجہ سے پیدا ہو گئی۔ آپ کی زندگی میں لاکھوں انسان اس طریقہ سے فائدہ اٹھا کر ایمان کی حلاوت سے آشنا، اور اسلامی زندگی اور اخلاق سے آراستہ ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے مخلص خلفاء نے تمام ممالک اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تجدید ایمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا، ان سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہیں جو دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔

معاشرے پر حضرت شیخ کی شخصیت کے اثرات:

حضرت شیخ کا وجود اُس پر فتن اور مادیت زدہ زمانے میں اسلام کا ایک زندہ

معجزہ تھا، آپ کی تاثیر، آپ کے کمالات، اللہ کے نزدیک قبولیت کے آثار اس طرح آپ کے تلامذہ اور تربیتیافتہ لوگوں کے اخلاق اور انکی سیرت و زندگی سب اسلام کی صداقت کی دلیل اور ثبوت تھے۔ اور اس حقیقت کا اظہار تھے کہ اسلام میں سچّی روحانیت، اور تعلق مع اللہ پیدا کرنے کی سب سے بڑی صلاحیت ہے۔

وفات:

ایک طویل مدت تک دنیا کو اپنے کمالات ظاہری و باطنی سے مستفید کر کے اور مسلمانوں میں روحانیت اور رجوع الی اللہ کا ذوق پیدا کر کے ۵۶۱ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ، وارضاہ وجزاہ عن الاسلام خیر الجزائ۔

حضرت شیخؒ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن اپنے پیچھے دین کے داعیوں اور نفوس و اخلاق کے مربّیوں کی ایک جماعت چھوڑ گئے، جس نے آپ کے کام کو جاری رکھا اور لوگوں کی اصلاح اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

گیارہویں کی رسم:

ہر قمری مہینہ کی گیارہویں تاریخ کو حضرت محبوب سجانی شیخ المشائخ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر جو کھانا تیار کیا جاتا ہے وہ گیارہویں شریف کے نام سے مشہور ہے۔ خاص کر ربیع الثانی کی گیارہویں شب کو اس کا زیادہ

اہتمام کیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں چند امور لائق توجہ ہیں۔

اول: گیارہویں کا رواج کب سے شروع ہوا؟

اس بارے میں صرف اتنی بات معلوم ہو سکی ہے کہ سیدنا شاہ عبدالقادر جیلانیؒ، جن کے نام کی گیارہویں دی جاتی ہے، ان کی ولادت ۴۷۰ھ میں ہوئی اور نوے سال کی عمر میں ان کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا۔ ظاہر ہے یہ رواج ان کے وصال کے بعد ہی کسی وقت شروع ہوا ہوگا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت اصحابہ کرامؓ اور خود پیران پیرؒ اپنی گیارہویں نہیں دیتے ہوں گے۔ اس بنیاد پر یہ کہنا درست ہوگا کہ اسے اہم ترین عبادت کا درجہ دینا صحیح نہیں ہے۔

دوم: اگر گیارہویں دینے سے مقصود حضرت شیخ جیلانیؒ کی پاک روح کو ثواب پہنچانا ہو تو بلاشبہ یہ نہایت مبارک مقصد ہے، لیکن مروّجہ طریقے سے ایصال ثواب کرنے میں چند خرابیاں ہیں۔

1۔ شریعت اسلامی میں ایصال ثواب جب بھی کیا جائے وہ ہو جاتا ہے مگر مروجہ طریقے میں گیارہویں رات کی پابندی کو کچھ یوں ضروری خیال کیا جاتا ہے گویا یہی خدائی شریعت ہے۔ یا یہ ایک ایسی عبادت ہے جو صرف اسی

تاریخ کو ادا کی جاسکتی ہے۔ یہ خدا اور رسول کے مقابلے میں اپنی شریعت بنانے کے مترادف ہے۔

2۔ اس رسم میں کھیر یا کھانے پکائے جاتے ہیں حالانکہ اگر ایصال ثواب کرنا ہو تو اتنی ہی رقم چپکے سے صدقہ کی جاسکتی ہے تاکہ ریا کا احتمال کم سے کم ہو۔ کھیر یا کھانے پکانے کو ایصال ثواب کے لیے ضروری قرار دینا ایک مستقل شریعت سازی ہے۔

3۔ اس کھانے کو بہت سے لوگ متبرک سمجھتے ہیں اور بڑے بڑے مالدار اس کو شوق سے کھاتے ہیں حالانکہ ثواب صرف اُس حصہ کا پہنچے گا جو غرباء و مساکین کو کھلایا جائے، گیارہویں شریف کے کھانے کو متبرک سمجھنا کسی شرعی اصول سے ثابت نہیں ہے۔

4۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ گیارہویں نہ دینے سے ان کے جان ومال کو خطرات لاحق ہوتے ہیں یا مال میں بے برکتی ہو جاتی ہے، گویا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے قطعی فرائض میں کوتاہی سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، مگر گیارہویں نہ دینے سے جان ومال کو خطرات پیش آتے ہیں، اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو فرائض شرعیہ سے کسی چیز کا بڑھ کر التزام کرنا اور اُس بارے میں ایسا اعتقاد رکھنا جو فرائض کے ساتھ اعتقاد کو کمزور کر دیتا

ہو، ایک نئی شریعت سازی ہے۔

سوم: حضرت شیخ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" اور مواعظ شریفہ "فتوح الغیب" کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے فقہ کے پیروکار تھے۔ گویا حضرت شیخؒ کا فقہی مسلک بالکل وہی تھا جو آج کل سعودی حضرات کا ہے، حضرت شیخؒ اگر آج زندہ ہوتے تو یقینا اس بدعت سے براءت کا اعلان کرتے اور شیخ سے اعتقاد رکھنے والے یہ حضرات نجدیوں کی طرح حضرت شیخؒ پر بھی وہابی ہونے کا فتویٰ لگادیتے۔

بحث کا خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت پیران پیرؒ یا دوسرے اکابر کے لئے ایصال ثواب کرنا سعادت مندی ہے مگر مروّجہ طریقے سے گیارہویں شریف کے نام سے جو کچھ کیا جاتا ہے وہ مذکورہ بالا وجوہ سے صحیح نہیں، وقت کی تخصیص کے بغیر جو کچھ میسر آئے اس کا صدقہ کرکے بزرگوں کو ایصالثواب کریں۔ انشاء اللہ اس طریقے سے ضرور نفع پہنچے گا۔

فقہی مسائل

مسئلہ: کسی بھی نیک عمل (صدقہ خیرات، دعاء واستغفار وغیرہ) کرکے اس کا

ثواب مسلمان مُردوں کو بخشنا جائز اور کارِ ثواب ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج نمبر ۷ ص ۹۶)

مسئلہ: شریعت اسلام میں نیک اعمال (صدقہ و خیرات وغیرہ) کی ہر وقت اجازت ہے۔ اپنی طرف سے کسی دن کو خاص کر کے اس میں یہ اُمور انجام دینا اور نہ کرنے والوں کو طعنہ زنی کا نشانہ بنانا بدعت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج نمبر ۲ ص ۷۷)

مسئلہ: ماہ ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو صدقہ و خیرات ضروری سمجھنا، اپنی طرف سے تخصیص ہے جو کہ بدعت اور اس سے بچنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج نمبر ۲ ص ۷۷)

مسئلہ: یہ گمان رکھنا کہ ماہ ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ میں صدقہ و خیرات نہ کرنے سے مصائب و آفات نازل ہوتے ہیں، یہ ایک غلط نظریہ ہے۔ اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ (اختلاف امت و صراط مستقیم)

وما توفیقی إلا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرّہ ذرّہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح ملحوظ ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (=/1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس : مفتی محمد نعیم رئیس و شیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ! محدود صفحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب
02132575228+02132575229
موبائل: 0322-2394550

اشتہارات، ریسپشن، کیلنڈر، پمفلٹ، وزٹنگ کارڈ سمیت تمام رسائل کے دیدہ زیب ٹائٹل بنوانے اور اعلیٰ پرنٹنگ کے لیے رابطہ کریں: ملک صادق شہزاد 0300-3970930